

110407-روزہ غروب شمس تک ہے ناکہ جیسے شیعہ حضرات کہتے ہیں

سوال

میرا سوال روزے اور افطاری کے بارہ میں ہے، میری پڑوسیوں سے بات ہوئی جو کہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے مجھے آیت کریمہ پڑھ کر سنائی جس میں اللہ نے فجر سے لیکر رات تک روزہ پورا کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غروب شمس تک، ان پڑوسیوں کا یہی کہنا تھا، برائے مہربانی مجھے اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

پسندیدہ جواب

سب مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تک یہی ہے کہ روزہ فجر صادق طلوع ہونے سے شروع ہو کر افق میں پوری سورج کی ٹیکیا غروب ہونے تک رہتا ہے، اس پر کتاب و سنت اور مسلمانوں کا اجماع قطعی دلالت کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿پھر تم رات تک روزہ پورا کرو﴾
﴿البقرۃ (187)﴾.

اور لغت عرب میں رات غروب شمس سے شروع ہوتی ہے۔

قاموس المحيط میں درج ہے :

”اللیل : سورخ غروب ہونے سے لیکر فجر صادق طلوع ہونے یا سورج طلوع ہونے کو رات کہا جاتا ہے“ انتہی

دیکھیں : القاموس المحيط (1364).

اور لسان العرب میں درج ہے :

”اللیل : دن کے بعد شروع ہوتی ہے اور اس کی ابتدا غروب شمس سے ہوگی“ انتہی

دیکھیں: لسان العرب (607/11).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس
آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قولہ تعالیٰ:

﴿پھر تم روزہ رات تک پورا کرو﴾۔

یہ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ شرعی حکم
کے مطابق غروب شمس کے وقت روزہ افطار کیا جائے۔ انتہی

دیکھیں: تفسیر القرآن العظیم (1)

(517).

بلکہ یہاں بعض مفسرین نے یہ تفسیر کی
ہے کہ اس آیت میں حرف جر ”الی“ کا استعمال بھی تعجیل یعنی جلدی کرنے کا فائدہ
دیتا ہے، کیونکہ یہ حرف جر انتہا غایت پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ کہتے

ہیں:

”الی اللیل) یہ روزے کی انتہاء و

غایت ہے جس میں روزہ جلد افطار کرنے کے لیے حرف الی اختیار کیا گیا ہے کہ غروب شمس
ہوتے ہی روزہ افطار کر لیا جائے؛ کیونکہ اس کے ساتھ غایت میں اضافہ نہیں ہو سکتا،
مخلاف حرف ”حتی“ کے تو یہاں مراد ہے کہ رات کے ساتھ ملنے سے روزہ پورا ہو جاتا ہے
”انتہی“

دیکھیں: التقریر التنویر (181/2)

).

اس سب کی تائید صحیحین کی درج ذیل
حدیث سے ہوتی ہے:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب اس طرف سے رات آجائے اور اس
طرف سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کا روزہ افطار ہو جاتا ہے“

صحیح بخاری حدیث نمبر (1954) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1100).

اس حدیث میں مشرق کی جانب سے رات آنے
اور افاق میں سورج غائب ہوجانے کو ملا کر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ مشاہدہ شدہ بات
ہے، کیونکہ افاق کے پیچھے سورج کی ٹھیکیا غائب ہوتے ہی مشرق کی جانب اندھیرا شروع ہو
جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: ”جب اس طرف سے رات آجائے“
یعنی مشرق کی جانب سے رات آجائے، اس سے مراد اندھیرے کا حسی طور پر وجود ہے۔

اس حدیث میں تین امور بیان ہوئے ہیں؛
اگرچہ اصل میں یہ ایک دوسرے کو لازم ہیں، لیکن ہوسکتا ہے بعض اوقات ظاہر میں ایک
دوسرے سے لازم نہیں ہوں۔

ہوسکتا ہے کہ مشرق کی جانب سے رات
آنے کا خیال ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہو، بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز سورج کی
ٹھیکیا کو ڈھانپ چکی ہو جس کی بنا پر اندھیرا نظر آئے، اور اسی طرح دن کے جانے میں
بھی ہوسکتا ہے۔

اس لیے حدیث میں ”غروب شمس“ کی قید
لگائی گئی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ رات آنے اور دن جانے کی علامت ہے
اور اس سے یقینی طور پر ایسا ہوگا، اور یہ دونوں غروب شمس کے ساتھ ہونگی کسی اور
سبب کے باعث نہیں ”انتہی“

دیکھیں: فتح الباری (196/4).

اور امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”علماء کرام کا کہنا ہے کہ : ان تین امور میں سے ہر ایک باقی دو کو لازم ہیں اور اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے، ان کو جمع اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی شخص کسی وادی وغیرہ میں ہو جہاں وہ سورج غروب ہونے کا مشاہدہ نہ کر سکے اس لیے وہ روشنی ختم ہونے اور اندھیرا چھا جانے پر اعتماد کریگا“ انتہی

دیکھیں : شرح مسلم (209/7).

امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن ابی بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

”ایک سفر میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو ایک شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

یا فلان اٹھو ہمارے لیے ستوتیار کرو
(یعنی پانی میں ستوملاؤ تاکہ ہم نوش کر سکیں) تو وہ شخص عرض کرنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اتر کر ہمارے لیے ستوتیار کرو.

تو وہ شخص عرض کرنے لگا : اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : شام تو ہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اتر کر ہمارے لیے ستوتیار کرو.

وہ شخص عرض کرنے لگا : ابھی تو دن ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اتر کر ہمارے لیے ستوتیار کرو.

تو اس شخص نے اتر کر ان کے لیے ستو تیار کیے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو نوش فرمائے، اور فرمایا:

جب تم دیکھو کہ اس جانب سے رات آگئی ہے تو روزے دار کا روزہ افطار ہو گیا”

صحیح بخاری حدیث نمبر (1955) صحیح مسلم حدیث نمبر (1101).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اس حدیث میں روزہ جلد افطار کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے، اور یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ رات کا کوئی حصہ بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں، بلکہ جیسے ہی سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو افطاری حلال ہو جاتی ہے“
انتہی

دیکھیں: فتح الباری (197/4).

پھر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جیسے ہی مؤذن غروب آفتاب کے بعد مغرب کی اذان دے تو افطاری کرنا اور کھانا جائز ہے، اور جو کوئی بھی اس کے مخالفت عمل کرے اور دین میں بدعت کی ایجاد کرے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہو اور نہ ہی علم ہو تو اس نے مومنوں کی راہ کی بجائے کسی اور راہ کی پیروی کی۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”غروب شمس کے فوراً بعد نماز مغرب جلد ادا کی جائے، اس پر اتفاق ہے، شیعہ کی جانب سے اس سلسلہ میں کچھ بیان کیا جاتا ہے جو قابل التفات نہیں، اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے“
انتہی

دیکھیں: شرح مسلم (136/5).

بلکہ اس مسئلہ کے متعلق تو بہت ساری شیعہ کتب میں وہی بیان ہوا جس پر سب مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے۔

بعض شیعہ نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے

روایت کیا ہے کہ:

”جب سورج غروب ہو جائے تو روزہ

افطار کرنا حلال ہے اور نماز ادا کرنا واجب ہے“ انتہی

دیکھیں: من لاسخترہ الفقیر (1)

(142) وسائل الشیعہ (90/7).

البروجردی نے صاحب الدعائم سے اس کا

یہ قول نقل کیا ہے:

”ہم اہل بیت سے روایت بالاجماع

روایت کر چکے ہیں جو ہمیں ان سے رواۃ کرنے والے راویوں کی جانب سے علم ہے کہ رات جس

سے روزہ افطار کرنا حلال ہو جاتا ہے وہ بغیر کسی حائل کے افق میں سورج غائب ہونا

ہے، یعنی کوئی پہاڑ یا دیوار وغیرہ حائل نہ ہو جائے، اس لیے جب سورج کی ٹھیکیا افق

میں غائب ہو جائے تو رات شروع ہو جاتی ہے اور افطاری حلال ہو جاتی ہے“ انتہی

دیکھیں: جامع احادیث الشیعہ (9)

(165).

حاصل یہ ہوا کہ:

اس وقت جو شیعہ حضرات نماز مغرب میں

تاخیر کرتے ہیں اور افطاری کو غروب شمس سے کچھ دیر تک تاخیر کرتے ہیں، یہ قرآن و

سنت نبویہ صحیحہ کے خلاف ہے، اور اسی طرح مسلمانوں کے اجماع کے بھی خلاف ہے۔

پھر یہ چیز تو انہوں نے جو کچھ اپنے

آئمہ کرام سے نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے!

واللہ اعلم.